خطبہء حرم

ایمانی زندگی اور مادی زندگی

تحریر: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن حمید۔ حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے اللہ سے ڈرو، خوش بخت ہے وہ شخص جو اس حال میں رات گزارے کہ تندرست ہو، اپنے گھر میں امن وامان سے ہو، اس کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو، اور وہ اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہو۔

اسی طرح وہ آدمی عظمت پر فائز ہے جس کا دل غنی ہو، جو اپنی کمائی سے مطمئن ہو، جو اس بات کو جانتا ہو کہ دنیا بڑی پرفریب اور دھوکے کی جگہ ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کے غم میں ایک لمحہ بھی صرف کیا جائے۔ چنانچہ اس طرح وہ اپنے تمام لمحات اپنے رب کی عبادت اور فرمانبرداری میں گزارے، اس کے پاس ایسا دل ہو جو اللہ کی عطاء پر مطمئن ہو، ایسا نفس ہو جو تقدیر پر راضی ہو۔ وہ ایسا خواہش پرست نہ ہو کہ اس کی خواہش اسے فتنے میں ڈال دے اور نہ ہی ایسا دنیادار ہو کہ دنیا ہی اس کیلئے سب کچھ ہو، جس کی قوت برداشت جہالت پر اور جس کا صبر خواہش پر غالب ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾[الزمر: ۹] ''(کیا اس شخص کی روش بہتر ہے یا اُس شخص کی) جو مطیع فرمان ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتا ہے؟ ان سے پوچھو، کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔''

اے اہل اسلام! اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس دنیا میں انسان پر ذمہ داری کا بوجھ اور پابندی کا بار ڈالا جائے۔ ﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[البقرۃ: ۳۰] ''پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین

میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، انہوں نے عرض کیا: کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا، آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کیلئے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں فرمایا: میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔'' انسان کی تخلیق اور زندگی کا مقصد ایمان اور عقل وفکر ہے۔ جیسا کہ اللہ نے بتایا کہ ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ [الذّٰریٰت: ۵۶] ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔''

﴿أَفَلَمْ یَسِیْرُوا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَعْقِلُوْنَ بِهَا أَوْ آذَانٌ یَسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَ لٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ﴾ [الحج: ۴۶] ''کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

﴿وَاللّٰهُ أَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ أُمَّهَاتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾ [النحل: ۷۸] ''اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے، اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔'' اس لیے انسان کی انسانیت کے سدھرنے اور اس کی زندگی کے سنورنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ایمان اور نیک عمل کی روش اپنائی جائے۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلاً﴾ [الکهف: ۳۰] ''رہے وہ لوگ جو مان لیں اور نیک عمل کریں، تو یقیناً ہم نیکوکار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔''

اگر انسان اس روش سے محروم ہو تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو یا اس کتے کی مانند ہے کہ جسے مشقت میں ڈالو، جب بھی ہانپے اور زبان لٹکائے اور اگر چھوڑ دو تو بھی ایسا ہی کرے۔ اچھا انسان وہی ہے جس کے اندر ایمان، اخلاق، فضیلت، عظمت، وقار، پاکیزگی، سچائی، استقامت، احساس ذمہ داری، اصول پسندی اور اقدار پروری کی خوبیاں موجود ہوں۔

اے برادرانِ ایمان! انسان کی عقل اکیلی اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ درست فیصلے کر سکے اور صحیح راہوں پر چل سکے۔ ﴿وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ بَلْ أَتَیْنَاهُمْ بِذِکْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِکْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ [المومنون: ۷۱] ''اور حق اگر کہیں ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین وآسمان اور ان کی ساری آبادی کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خود غرضی

پر مبنی انتہائی حقیر خواہشات رکھتا ہے بلکہ وہ اپنی عقل، اپنی برتری اور اپنی خواہش کے بل بوتے پر اس چیز کو ہتھیانے کی کوشش کرتا ہے جسے ہتھیا سکے اور ہر اس شے پر ڈاکا ڈالنا چاہتا ہے جس پر ڈاکا ڈال سکے۔

صرف عقل اور منہ زور خواہشات کا پجاری انسان تہذیب حاضر کے بہت سارے پہلوؤں میں نمایاں طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ چنانچہ نہ تو غیبی جہان کا کوئی اعتراف موجود ہے اور نہ ہی ان کی اپنی اصطلاح کے مطابق کسی ان دیکھی دنیا کا کوئی وجود ہے، بس جو کچھ ہے یہی دنیا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہمارے حواس کی گرفت میں ہے، اس کے سوا کچھ نہیں۔ بلکہ لوگوں نے انسان ہی کو یہ حیثیت دے دی کہ وہ اپنے اصول خود بنائے۔ چنانچہ انسان نے اپنے لیے ایک ایسا راستہ اور ایسی روش پسند کر لی جس پر چل کر وہ دین سے، ایمان سے، رسولوں کی رسالت سے اور آسمان سے اتری ہوئی کتابوں سے دور ہو گیا، یہاں تک کہ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ عدل مہیا کرنا اور آزادی دینا تو ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے لیکن اخلاق اور عمدہ صفات کو طے کرنے والے کوئی ضابطے نہیں ہیں، بلکہ یہ تو محض اضافی اور تباہ کن چیزیں ہیں، چنانچہ نہ دشمنیاں ہیں، نہ دوستیاں اور نہ تعلقات میں خلوص۔ اب اچھائیاں وہی ہیں جنہیں زور آور اچھائیاں کہے، احکام اسی کے نافذ ہوتے ہیں جو سب سے بڑھ کر ظالم ہو اور مرضی اسی کی چلتی ہے جو سب سے بڑا فسادی ہو۔

احباب گرامی! عقل اور خواہشات کی مانند سے اخلاقی قدریں کمزور ہوتی ہیں، مادی سوچ پروان چڑھتی ہے بلکہ قومیتیں سر اُٹھاتی ہیں اور عصبیتیں زور پکڑتی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہی شخص جو علم اور ترقی کا نام لیتا ہے وہ مادی ترقی کے باوجود اپنے رنگ اور اپنی نسل کا اندھا پجاری ہے بلکہ دین اور دینداری کا دشمن ہے اور مادی چیزوں اور محسوسات کا غلام۔ اس طرح بلاشبہ وہ ایک پہلو سے تو کامیاب ہو گا لیکن دوسری جانب ان انسانوں کے وقار اور عزت کی پاسداری میں ناکام رہا جو اس کی اپنی نسل اور قوم سے تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ان لوگوں نے جنگوں، لڑائیوں اور ایک دوسرے پر ظلم کا بازار گرم کیا، جوں جوں طاقت اور قوت میں اضافے کے مادی وسائل اور آلات بڑھتے جائیں گے، حالت اور زیادہ بگڑتی چلی جائے گی اور مزید گھمبیر و دردناک صورت اختیار کرتی چلی جائے گی۔ کمزور، تباہ حال، بھوکے، ننگے، بیمار، بیوہ عورتیں اور جان کی بازی ہار جانے والے لوگ مزید بڑھتے چلے جائیں گے۔

آپ دیکھیں گے کہ ہر کاریگر، ہر موجد اور ہر سائنسدان اپنے اپنے میدان میں یہی دعویٰ کرتا ہے کہ لوگوں کو کھانے پینے، پہننے اور علاج معالجہ کرانے میں نفع پہنچائے تاکہ وہ صحت و عافیت اور سلامتی کی بہتر سے بہتر

حالت میں رہیں۔ لیکن انہی کی ایجادات، انہی کی مصنوعات اور انہی کی بنائی ہوئی چیزیں زہریلی اور تباہ کن گیسیں بناتی ہیں، ہلاکت خیز اسلحہ تیار کرتی ہیں اور جراثیمی، کیمیائی اور آتشیں گیسوں والی جنگیں بھڑکاتی ہیں۔ اسلحہ سازی کے مقابلے کی تو کوئی حد اور انتہا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ ﴿یَعْلَمُونَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ﴾ [الروم: ۷] ''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔''

﴿وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِیْباً مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَأْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ [الرعد: ۳۱] ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اُن پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہتی ہے، یا ان کے گھر کے قریب کہیں نازل ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آن پورا ہو یقیناً اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' اے اہل اسلام! سائنس کو ایمان، اخلاقی اقدار اور اعلیٰ صفات سے عاری کر دینے کی وجہ سے موجودہ دنیا زوال اور پستی کا شکار ہے اور بند راستے کے دہانے پر جا کھڑی ہوئی ہے، یہاں نہ آزادی کی کوئی حدود ہیں، نہ عدل کا کوئی ضابطہ ہے اور نہ اچھائیوں کے کوئی معیار ہیں۔ بس دل لگتے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہر وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے۔

پروردگار کی قسم! یہ ساری صورتِ حال صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ علم اور ایمان میں دین اور زندگی میں سائنس اور اخلاق میں فاصلے کھڑے کر کے اخلاقی ضابطے بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہاں دوستیاں ہیں نہ دشمنیاں، بس زور آور کی مصلحتیں ہیں اور مالدار کے احکام ہیں۔ اب علم محض ایسے نظریات، ظواہر اور مفروضوں کا نام ہے جن کا اخلاقی اقدار سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مصیبت اس وقت دگنی ہو جاتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا دین اور زندگی سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

اے اہل دانش! ایسا علم جو دین کے بغیر ہو، بصیرت سے عاری ہوتا ہے بلکہ اس کی مثال ایسے جنگلی جانور کی سی ہے جو کھیتوں اور نسلوں کو اجاڑتا ہے۔ اسی طرح ایمان کے بغیر انسان کی مثال ایک خونخوار درندے اور وحشتناک حیوان کی طرح ہے۔ ﴿وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ [البقرة: ۲۰۵] ''جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے حالانکہ

اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہر گز پسند نہیں کرتا۔'' ہاں، علم جب اسی مادی روش پر چلے گا تو علمی اور فکری دونوں میدانوں میں اس کے وہی تباہ کن نتائج نکلیں گے جن سے پوری انسانیت سہمی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین، دساتیر اور قرار دادیں بہت جلد اپنا وجود کھو دیتی ہیں اور ان کے نقائص، ان کی خامیاں، ان کا ظلم اور ان کی کوتاہی بہت جلد نمایاں ہو جاتی ہے۔

کاش! تہذیب کے نام لیواؤں کو اس بات کی سمجھ ہوتی کہ ایمان اور زندگی میں، ایمان اور علم میں اور عقیدے اور عمل میں ایک مضبوط بندھن اور کبھی نہ ٹوٹنے والا پختہ تعلق ہے۔﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾[الاحزاب:۷] ''اور (اے نبی ﷺ) یاد رکھو اُس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے، تم سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے بھی، سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں۔''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهَارُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾[یونس:۹] ''اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے (یعنی جنہوں نے اُن صداقتوں کو قبول کر لیا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں) اور نیک اعمال کرتے رہے انہیں اُن کا رب اُن کے ایمان کی وجہ سے سیدھی راہ پر چلائے گا۔''

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّه حَيٰوةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[النحل:۹۷] ''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔''

نیکی، حسن سلوک، راست گوئی، خلوص، وفاء، انسانیت کا احترام، تواضع، باہمی تعاون، عاجزی، لوگوں کی خیر خواہی کرنا اور مصائب و مشکلات میں صبر کرنا بہت ہی عظیم خوبیاں ہیں اور انہیں پروان چڑھانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، اس کا تقویٰ اور ڈر ہو، اس کی عبادت کی جائے اور دنیا و آخرت کی کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کیلئے صرف اسی سے امید لگائی جائے اور صرف اسی سے ڈرا جائے۔

ارباب دانش! اے اہل اسلام! بات کو واضح کرنے کیلئے صرف ایک اخلاقی قدر کو لیجئے اور دیکھئے کہ اس کا درست تصور کیا ہے اور موجودہ دور میں اس کی کیا صورت بن چکی ہے۔ میری مراد شادی جیسے خوبصورت

رشتے کی قدر و قیمت اور اس کے اصل مقصد سے ہے۔ شادی کا درست تصور یہ ہے کہ یہ ایک پختہ اور مضبوط بندھن ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾[النّساء:۲۱]''تم ایک دوسرے سے (میاں بیوی کی حیثیت سے) مل چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں؟۔''

یہ نسبی اور سسرالی رشتہ ہے۔ یہ خاندان کی بنیاد ہے، یہ برادری کا بندھن ہے، اس سے اہل وعیال بنتے ہیں اور رشتے قائم ہوتے ہیں، یہ حسن سلوک کا نام ہے، یہ ایک پاکیزہ محبت ہے، یہ عمر بھر کا بندھن ہے، یہ ذمہ داری اور پابندی ہے۔ خاندان تو ایک جائے پناہ اور ایک مدرسہ ہوتا ہے، ایک شفقت بھری گود ہوتی ہے اور محبت سے چھلکتے جذبات کا ایک قلعہ ہوتا ہے۔

جبکہ عصر حاضر میں مادی اصولوں اور قومی ونسلی نعروں پر جان دینے والے مادہ پرستوں کے نزدیک شادی محض ایک بے معنی بندھن ہے، موج مستی کا تعلق ہے اور ایک ایسے جامد رابطے کا نام ہے جو خاندانی زندگی کے تمام اوصاف سے عاری ہے، جس میں میاں بیوی کی شکل میں دو پرچھائیاں ایک دوسرے سے لایعنی تعلق قائم کرتی ہیں اور اولاد کی بجائے حیوانات پسند کر لیتی ہیں اور ان پر اپنی محبت والفت نچھاور کرتی ہیں۔ رہے خاندانی امور تو وہ مختلف تنظیموں اور اداروں کے سپرد کر دیئے گئے ہیں، معذور، عمر رسیدہ اور لاوارث افراد کی نگہداشت کے کئی ادارے وجود میں آ گئے ہیں جبکہ معاشرتی حفاظت کی ذمہ داری ملکی حکومت اور معاشرتی تنظیموں کے سپرد ہے۔

آج کے خاندان میں جب ماں یا باپ ناتوانی اور بڑھاپے کی عمر کو پہنچتے ہیں تو انہیں آخری سانس تک کیلئے ان اداروں کے سپرد کر دیا جاتا ہے، جہاں نہ کوئی ان سے ملنے جائے اور نہ ہی وہ کسی سے ملنے آسکیں، زیادہ سے زیادہ کسی تہوار کے موقع پر انہیں ملنے چلے گئے یا پھول یا کارڈ کی صورت میں کوئی چیز بھیج دی۔ جہاں تک اولاد کا معاملہ ہے تو وہ جونہی سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچتے ہیں، خاندان اور والدین سے ان کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے، نہ کسی کے سامنے جوابدہی کا احساس، نہ کوئی رشتے داری اور نہ کوئی ننھیالی تعلق۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ یہ صورتحال کسی ایک خطے تک محدود نہیں رہی، اس سے صرف وہی بچا ہے جس پر اللہ کا کرم ہے۔ اگر آپ بطور مثال ایک اور اخلاقی صفت دیکھنا چاہتے ہیں تو پاکدامنی یا عفت کو لے لیجئے۔ کیا آج کی روزمرہ زندگی میں پاکدامنی نام کی کوئی چیز نظر آتی ہے؟

اللہ کے بندو! تمام جسمانی اور نفسانی خواہشات میں اپنے نفس کو قابو اور اعتدال میں رکھنے کا نام پاکدامنی ہے۔ خواہ کھانے پینے کی خواہش ہو، خواہ کمانے اور ملنے جلنے کی اور خواہ اس کا تعلق انسان کے دلی جذبات سے ہو۔ موجودہ زندگی سر تا سر لذتوں میں یوں ڈوبی ہوئی ہے کہ نہ اس کی بھوک مٹتی ہے اور نہ پیاس بجھتی ہے کیوں؟؟ اس لیے کہ ان کے نزدیک اس دنیا کے سوا کی زندگی کا تصور نہیں، وہ سر تا پا مادہ پرستی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ان کا اصول ہی یہی ہے کہ مقصد کو پانے کیلئے کوئی بھی وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے، چنانچہ یہ اصول جب اپنے بھیانک جبڑے کھولتا ہے تو آگے پیچھے کی ہر چیز کو چیر پھاڑ دیتا ہے۔

موجودہ دور کے انسان کی تصویر آپ کے سامنے ہے کہ سامنے خالی برتن دھرے ہیں لیکن اس کے ہونٹ پھر بھی پیاسے ہیں، ظاہر روشن ہے اور باطن تاریک، آنکھیں چندھیائی ہوئی، یقین کمزور، ناامیدی اس پر چھائی ہوئی ہے۔ آنکھیں ہیں کہ جنہیں حرمتوں کا کوئی پاس لحاظ نہیں، دل ہیں کہ تمام تر تنبیہات ان کیلئے بیکار ہیں۔ ان کے پاس علم وفن، سیاست، تربیت، عقل اور دل کے نام پر جو کچھ ہے، ہر چیز مادیت کے گرد گردش کرتی ہے۔ انسان کو بغیر جنگ کے قتل کیا جا رہا ہے اور بغیر ضرب کے عذاب دیا جا رہا ہے۔ اہل فکر ونظر کیلئے وہ گھڑی آن پہنچی ہے کہ وہ حقیقی تہذیب کے نقش ونگار پہچانیں۔ کہاں ہیں اس ترقی کے خدوخال جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے؟ کہاں ہیں اخلاقی قدروں کے مظاہر؟

﴿وَالْعَصْرِ O اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ O اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾[سورۃ العصر] ''زمانے کی قسم! انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد، اے اہل اسلام!

یہ حق وباطل، خیر وشر اور عدل وظلم کی باہمی معرکہ آرائی کی داستان ہے۔ ہم مسلمان ایک لحظہ کیلئے بھی اس بات میں شک نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ انسانیت کو اس بدبختی سے نکالے اور اُسے اِس امت اور دین حق کے ذریعے زندگی کی خوبصورت روش سے آشنا کرے۔

﴿قَالَ اهْبِطَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلاَ یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی﴾[طٰہٰ: ۱۲۳] ''اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اُس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔''

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾[آل عمران: ۱۱۰] ''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کیلئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

راستہ واضح ہے اور شاہراہ نمایاں ہے اور یہ راستہ ہے ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کی شریعت کے ساتھ چمٹ جانا۔'' ایمان ہی وہ تعلق ہے جو دلوں کو جوڑتا ہے اور ایمانی اخوت ہی سچی اخوت ہے۔ دین کا دائرہ کار محض اچھے اخلاق کی جانب بلانے اور چندگنی چنی اقدار کی دعوت دینے اور ان کی عظمت کے گن گانے تک محدود نہیں ہے بلکہ دین انہیں راسخ کرتا ہے، ان کے مظاہر کی حد بندی کرتا ہے، ان کے پیمانے طے کرتا ہے اور بطور جزاء ان کا ثواب یا سزا مقرر کرتا ہے۔ یہ بھی جان لو کہ اسلام کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوئے اور اس کی تازگی کبھی ماند نہیں پڑی۔ کیونکہ یہ اللہ کی جانب سے آیا ہوا حق ہے اور اسی کی حفاظت میں ہے، ایک ایسا ربانی دین جو اپنے عقائد، اپنے قوانین، اپنی اقدار اور اپنے اخلاق میں کامل اور مکمل ہے، یہ تمام کی تمام عظیم اخلاقی اقدار اور بلند ترین صفات ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ اس مضبوطی سے پیوست ہیں کہ جو کوئی بھی انہیں روندنے یا پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ اسی کی راہ کا پتھر بن جاتی ہیں۔

اپنی برتری، اپنی عزت اور اپنی خوشی کیلئے اسی بات پر غور کر لو کہ تمام مکروہ اور ناروا حملوں کے باوجود تمہارا دین دنیا کے تمام خطوں میں مسلسل پھیلتا چلا جارہا ہے خواہ شمال ہے یا جنوب۔ خواہ کوئی پسماندہ علاقہ ہے یا ترقی یافتہ۔ ایک ایسا عظیم اور غالب دین کہ جب بھی وہ اس پر دست درازی کرتے ہیں، یہ مزید زور پکڑتا ہے اور جب اسے چھوڑتے ہیں، یہ پھیلنے لگتا ہے چنانچہ اللہ ہی کی تعریف اور اسی کا احسان ہے۔

مسلمان جب اپنے دین کی جانب پلٹ آئیں گے، اپنی اقدار پر فخر کریں اور اپنی شریعت کو مضبوطی سے تھام لیں گے، تو نہ صرف خود نجات پا جائیں گے بلکہ پوری انسانیت کیلئے پیام نجات بنیں گے جو کہ جنگلوں کی وحشت اور بے پناہ ہولناکی اور تباہی سے بلک رہی ہے۔

ہمارا دین تمام لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور ہمارے نبی محمد ﷺ ہی سارے جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔

اہل حق کو اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ یہ لڑائی جو اپنے اپنے فائدوں کیلئے لڑی جارہی ہے دراصل اصولوں کی لڑائی ہے، حق اور باطل کی پیکار ہے۔ اس جنگ میں ایک جانب ہمارا دین ہے اور دوسری جانب وہ ہیں جو اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔

﴿وَ يَأبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُتِمَّ نُوْرَهُ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [التوبة: ۲۳] ''اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو'' اور وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا ہے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا لگے۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ شرک اور مشرکین کو ذلیل کردے، سرکش و ملحد لوگوں کو اور دین و ملت کے تمام دشمنوں کو بے سروسامان کردے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے ملکوں میں امن عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے ملکوں میں امن عطا فرما۔ ہمارے حکمرانوں اور پیشواؤں کی اصلاح فرما اور اے اللہ! اے رب العالمین! ہماری ذمہ داری ان لوگوں کو سونپ دے جو تجھ سے ڈرنے والے، تیرا تقویٰ اختیار کرنے والے اور تیری رضا چاہنے والے ہوں۔ آمین یارب العالمین!

جامع مسجد فہد اہل حدیث مدینہ ٹاؤن میں جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 13 اپریل بروز اتوار بعد از نماز عشاء جامع مسجد فہد اہل حدیث مدینہ ٹاؤن میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس کی صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ابتسام مشتاق نے سرانجام دیئے، پروگرام کا آغاز حافظ ذیشان مشتاق کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جامعہ کے طالب علم محمد سلیمان نے حمد و نعت پیش کی۔ جلسہ سے حافظ ذیشان مشتاق خطیب مسجد ہذا، مولانا قطب شاہ اور حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل بلوچ نے خطاب کیا۔ رئیس الجامعہ کی دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں شرکاء کی پرتکلف ضیافت کی گئی۔ اس پروگرام میں مدینہ ٹاؤن اور گردونواح سے کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

جامعہ علوم اثریہ جہلم کی طرف سے تھرپارکر کے قحط زدگان کیلئے امدادی فنڈ

جامعہ علوم اثریہ جہلم اور مرکزی جمعیت اہل حدیث جہلم کی طرف سے تھرپارکر کے قحط زدگان کیلئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قائم کردہ امدادی فنڈ میں -/126380 روپے جمع کرا دیئے گئے اور اس کے علاوہ کپڑوں کی صورت میں دیگر اشیاء بھی مرکزی دفتر 106 راوی روڈ میں جمع کروا دی گئی ہیں۔